مزاح نگاری، روایت، پس منظر اور مختلف زبانیں

ارشاد علی

مہناز خالد

Abstract:

Different techniques have been used for comedy in different languages. The first technique is based on comparison. For instance, based on the irregularities created by the difference and similarities between two things, a comedy is created. Another prominent technique is the utilization of comic characters who create comedy through their dilapidated appearances. Brilliance in language, oration comic appearances and comic expressions are also some important features of comedy. Featuring comic characters in a writing is a most effective technique in prose writing and these characters are usually inflexible in their personality. further more parody is also an important technique in comedy. Urdu is a language which was born out of collaboration of multiple languages and that is why it possesses wide linguistic horizons so that it contains with in itself an attractive vocabulary and a distinguished grammar. Hence, not only it relates itself with Persian but it also impersonates the brilliance of Arabic, Turkish Sanskrit, English and Punjabi. Whenever we observe the traditions of comedy in Urdu language it is necessary to go through the of comedy in aforementioned language as well.

مزاح ایک لاطینی لفظ ہے۔ جس کے لغوی معانی "رطوبت" کے ہیں۔ مزاح انسانی دل و دماغ کو فرحت اور تازگی بخشنے کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ مزاح ذہنی الجھاؤ اور جسمانی تھکاوٹ کو دور کر کے مسکراہٹ، تازگی اور آسودگی عطا کرتا ہے۔ اپنی اسی انفرادیت اور دلچسپی کے باعث ادب میں رفتہ رفتہ یہ اصطلاح رائج ہوتی گئی۔ مزاح نگار اپنے فن کے لیے مواد اپنے اردگرد کے ماحول سے حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ موضوعات بنیادی طور پر اپنے ماحول اور مشاہدات سے ہی اخذ کرتا ہے۔ دنیا میں ہر انسان ہنسنے یارونے پر مجبور ہے۔ غم، خوشی زندگی میں لازم وملزوم ہیں۔ دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہیں۔ انسانی زندگی مصیبتوں، الجھنوں کا پیش خیمہ ہے۔ انسان دنیا میں لاتعداد مسائل سے نبرد آزمار ہتا ہے۔ مزاح نگار جس پر ہنستا ہے اس سے محبت کرتا ہے۔ اپنے سینے سے چمٹالینا چاہتا ہے۔ اپنی ہنسی سے زندگی کے ٹوٹے ہوئے تار کو جوڑتا ہے۔ بڑے پیار سے زندگی کی ناہمواریوں کو تھپکی دیتا ہے۔ چنانچہ مزاح میں غالب عنصر ہمدردی ہے۔ جس سے استفادہ کر کے مختلف معاشرتی نشیب وفراز کو مختلف انداز میں بیان کرتا ہے۔ انسان بنیادی طور پر کمزور اور ماحول سے بے خبر اور حساس ہونے کے باعث آسانی سے رنج والم کا شکار ہو جاتا ہے۔ اپنے دل میں فطری امنگوں اور خواہشات کے انبار لیے ان کی تکمیل میں کوشاں رہتا ہے۔ جس کے نتیجے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔۔ جہاں انسان کی تمناؤں نے عملی صورت اختیار کی وہیں سے اس کی پریشانیوں اور تکالیف نے جنم لیا۔ مزاح انسان کو سنجیدگی سے بچانے اور شکست خواب سے پیدا ہونے والے ناقابل برداشت صدموں کے لیے ذہنی طور پر تیار کرتا ہے۔ اسی طرح مزاح کا وجود معاشرے کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس بارے میں ڈاکٹر وزیر آغا فرماتے ہیں۔

> "مزاح کے تدریجی ارتقا کو اس طوفانی ندی سے تشبیہہ دی جاسکتی ہے جو پتھروں اور چٹانوں سے سر پٹختی، شور مچاتی اور جھاگ اڑاتی آخرش ایک وسیع کشادہ پر سکون دریائی صورت اختیار کرے اور پھر سمندر میں مل کر ابدیت سے ہمکنار ہو جائے۔ لیکن چونکہ اس کی کشادگی اور وسعت کا صحیح اندازہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ پہلے اس کے طوفانی آغاز کا جائزہ لیا جائے۔ لہٰذا ہم مزاح کو اس کے اولین ماحول اور اس کی جنم بھومی میں دیکھنے پر مجبور ہیں" 1

مزاح اگرچہ ادب کی کوئی باقاعدہ صنف نہیں بلکہ ایک رجحان یا تاثر ہے جسے ہر ادب کے لکھنے والوں نے اپنی سمجھ اور ضرورت کے تحت استعمال کیا ہے۔ ڈاکٹر اشفاق احمد ورک اس بارے میں بیان کرتے ہیں۔

"زندگی چونکہ کسی ایک رنگ، زاویے اور رواج کا نام نہیں ہے بلکہ دائرہ کار لامحدود ہے۔ اسی فطری زندگی کی عکاسی کرنے والے ادب میں بھی بے شمار رنگ اور رویے ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ ان میں ایک رنگ یا رویہ طنز و مزاح کا بھی ہے جو اتنا قدیم ہے جتنا بذات خود ادب یا زندگی" 2

ادیب چونکہ اپنی تخلیق کے لیے ارد گرد کے ماحول سے استفادہ کرتا ہے لہذا ہماری زندگی کی ناہمواریوں اور بو العجبیوں پر جب کوئی لکھاری ہمدردانہ اور شریرانہ انداز میں قلم اٹھاتا ہے تو مزاح کی پھوہار پھوٹتی ہے۔ معروف نقاد کلیم الدین احمد ہنسی اور مزاح کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔

"یہ بات مسلم ہے کہ ہم ہنستے ہیں، جیسے ہم غصہ کرتے ہیں، نفرت یا محبت کرتے ہیں، جاگتے یا سوتے ہیں۔ ہنسی ہماری صحت کے لیے ضروری ہے اگر ہنسی کا مادہ انسان سے سلب کر لیا جائے، اگر وہ اسباب نیست و نابود کر دیے جائیں جن کی وجہ سے ہم ہنستے ہیں تو پھر ممکن ہے انسان فرشتہ ہو جائے، لیکن وہ انسان باقی نہ رہے، ہنسی عموماً عدم تکمیل، بے ڈھنگے پن کے احساس کا نتیجہ ہے۔ یعنی جسے ہنسی نہیں آتی اسے ہم انسان نہیں کہیں گے" 3

ڈاکٹر سلیم اختر نے ہنسی کو انسان اور حیوان کے مابین بنیادی فرق قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"انسان اس لیے ہنستا ہے کہ اسے من کی ترنگ ایسا کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ یا شدید تناؤ کے بعد ہنسی کے ذریعے اعصاب سکونپذیر ہوتے ہیں انسان اور حیوان جن امور میں مابہ الامتیاز ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان ہنس سکتا ہے جبکہ حیوان ہنسی سے محروم ہے" 4

ڈاکٹر سید اعجاز حسین کے مطابق انسان نے ہنسی کی ابتدا بہت پہلے کر دی تھی اسی حوالے سے وہ کہتے ہیں۔

"بغیر تاریخ و تحریر کے بھی یہ بات قابل غور نظر آتی ہے کہ ہنسنے کی ابتدا انسان نے اس وقت کی جب وہ تہذیب و تمدن سے بیگانہ تھا۔ ہنوز وہ عہد حجری میں بھی قدم نہ رکھ سکا تھا، بال و ناخن بڑھائے، لحیم شحیم پیکر کے ساتھ بغیر قیام گاہ کے جنگل جنگل تلاش میں پھرتا تھا، اپنی حفاظت کے لیے برق باراں سے لڑتا تھا، خونخوار جانوروں سے مقابلہ کرتا تھا۔ اپنے ہم جنسوں سے نبرد آزما ہوتا تھا اور جب دشمن پر فتح پا جاتا تو چاہے اس کے پاس معنی خیز الفاظ رہے ہوں یا نہ رہے ہوں وہ خوشی کے نعرے لگاتا تھا اور بازی جیت کر دشمن کو مغلوب اور خود کو غالب دیکھ کر شادمانی کے ساتھ زور زور سے ہنستا تھا"5

بعینہ انسان ہنسنا اس وقت بھی جانتا تھا جب وہ تہذیب تک سے ناواقف تھا۔ پتھروں کے زمانے میں رہنے کے باوجود انسان مزاح سے آگاہ تھا۔ اپنے لیے راحت و سکون کے لمحات کسی نہ کسی رنگ میں تلاش کر لیتا تھا، چاہے وہ دوسروں کو شکست دے کر یا غالب آکر ہی کیوں نہ ہوں۔ بعینہ انسان اپنے آغاز سے ہی ہنسنے کے عمل سے آگاہ ہے۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ اس کی روایات، اقدار اور معیارات بدلتے رہے۔

ڈاکٹر وزیر آغا کے مطابق انسان سب سے بڑا خواب پرست ہے اور اپنی امنگوں، خواہشات کے تانے بانے سے رنگ محل بناتا رہتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"جب اس کی امنگوں اور آرزوؤں کے رنگ محل اس کرخت اور خوفناک حقیقت سے زور یا بدیر ٹکراتے ہیں تو کائنات کی سب سے زیادہ بے بس اور غم زدہ ہستی بن جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی خودکشی کے ذریعے اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے پر بھی تل جاتا ہے۔ احساس مزاح کا کام یہ ہے کہ وہ انسان کی بے لگام آرزوؤں، منہ زور امنگوں اور پراسرار خوابوں پر تبسم انداز سے تنقید کرے اور یوں اسے حقائق کی کرخت اور خوفناک تصویر دکھا کر اسے شدید مایوسی سے بچالے"6

اس حوالے سے ڈاکٹر گیان کچھ اس طرح سے رقمطراز ہیں۔ "ہمارا قدیم سرمایہ تنقید، مزاح کی تعریف، مزاح کی اقسام اور مزاح کے مقاصد کے ذیل میں خاموش ہے"7

در حقیقت مزاح نگار کو اپنے آنسو چھپانا پڑتے ہیں۔ رونا نہایت آسان اور فطری عمل ہے مگر دوسروں کے چہروں پر ہنسی بکھیرنا نہایت مشکل اور تخلیقی کام بھی ہے۔ مزاح کی روایت مزاح نگار کی وجہ سے ہے۔

ماحول پر طاری سنجیدگی اور ٹھوس پن کو لچک دار بنانے میں مزاح بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اور معاشرے کی بنیاد کو صحت مند اور مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مزاح کے باعث ہی فرد اور معاشرے کے درمیان رشتہ استوار ہوتا ہے۔ ہنسی، تبسم اور مزاح افراد کے درمیان رشتہ قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اس فرد کو نشانہ تنقید بھی بناتے ہیں جو معاشرے کے مروجہ اصولوں، قوانین اور ضابطوں سے انحراف برتے۔ سماجی تنظیم اور معاشرتی اصولوں سے ہٹ جانے والے افراد کا تمسخر اڑایا جاتا ہے۔ جس کا مقصد اس فرد کو انسانوں کی اس ترتیب میں واپس بلانا ہے۔ ہنسی واضح افادیت کے ساتھ ساتھ اصلاحی زبان کو بھی ساتھ لے کر چلتی ہے۔ ادب میں ان صورتوں کو کئی ناموں سے یاد کیا جاتا ہے مثلاً تبسم زیر لب، خندہ بے جا، دیوار قہقہہ، مزاح، مضحکہ خیز، زہر خند، ہنسی مذاق وغیرہ

مزاح کی باقاعدہ تعریف تو مشکل امر ہے۔ تاہم ماہرین نے اپنے اپنے انداز میں اس کو جانچا ہے۔ افلاطون اور ارسطو سے لے کر ژونگ اور فرائیڈ تک متعدد فلسفیوں اور مفکرین نے مسرت اور اس کے اظہار کے متعلق مختلف زاویوں سے بحث کی ہے۔

ڈاکٹر رؤف پاریکھ کے خیال میں "کسی عمل، خیال، صورتحال، واقعے، لفظ یا جملے کے خندہ آور پہلوؤں کو دریافت کرنا، سمجھنا اور اس سے محظوظ ہونا مزاح ہے"8

The New Caxton Encyclopedia کے مطابق "اشیا کا ظریفانہ پہلو دیکھنے کا نام مزاح ہے" 9

Oxford Advanced Learner Dictionary کے مطابق "چیزوں پر ہنسنے کی صلاحیت کو مزاح (Humuor) کہا گیا ہے"10

Practical English to English & Urdu Dictionary کے مطابق "تقریر یا عمل سے خوش کر دینے کی اہلیت"11

وزیر آغا کے خیال میں

> "مغربی مفکرین میں ہنری برگساں نے ہنسی کو خالص ذہنی عمل قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جذبات مثلاً ترحم کی ہلکی سی لہر بھی اس کو ختم کر سکتی ہے۔ حیوانوں پر صرف اس وقت ہنستے ہیں جب ان کی حرکات بعض انسانی حرکات سے مشابہت پیدا کر لیتی ہیں"12

برگساں کے مطابق زندگی لچک اور تحرک سے عبارت ہے اور زندگی جب کسی مقام پر جامد ہو جائے اور میکانکی عمل کا نقشہ دکھائے تو ہماری ہنسیکو تحریک ملتی ہے بے ربط اور بے ہنگم چیزیں بھی ہنسی کا باعث بنتی ہیں۔

Encyclopedia Britanica میں مزاح کی وضاحت یوں ملتی ہے:

"مزاح ظرافت کی سب سے اعلیٰ اور لطیف قسم ہے جب ہم مزاح کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس لفظ کی بنیاد اس شگفتگی پر ہوتی ہے جو عام ہنسی سے متعلق ہو مگر اس کی وسعت ہمہ گیر اور عالم گیر ہوتی ہے انسانی ضمیر میں مزاح ایک جذبہ ہے جو زندگی کے قبیح بے ڈھنگے پن کا اظہار کرتا ہے۔ جس میں تضحیک کی جھلک ہوتی ہے اور جذبہ نفرت عنقا ہوتا ہے۔"13

ڈاکٹر شمع افروز زیدی مزاح کو کچھ اس طرح واضح کرتی ہیں۔

"ہنسی، طنز اور مزاح تینوں کا مقصد ایک ہے اور وہ یہ کہ زندگی کی ناہمواریوں کا احساس دلا کر آگے قدم بڑھانے کی ترغیب دے جائے۔ مگر اس ہمدردانہ شعور میں فنکاری کا دخل ضروری ہے۔ جو بھی بات کہی جائے وہ شائستگی کی حامل ہو۔ مقصود اس سے زندگی کے زخموں کو کریدنا نہ ہو، اس پر مرہم رکھنا ہو تاکہ قوم کے ذہن و دل فرحت و انبساط سے معمور ہو کر نئے عزم و حوصلے کے ساتھ زندگی کی دشواریوں پر قابو پاسکیں۔"14

مشتاق احمد یوسفی اپنی کتاب "چراغ تلے" کے دیباچے "پہلا پتھر" میں کہتے ہیں۔

"عمل مزاح اپنے لہو کی آگ میں تپ کر نکھرنے کا نام ہے۔ لکڑی جل کر کوئلہ بن جاتی ہے اور کوئلہ راکھ، لیکن کوئلے کے اندر کی آگ باہر کی آگ سے تیز ہو تو پھر وہ راکھ نہیں بنتا، ہیرا بن جاتا ہے۔"15

مولانا حالی مزاح کے حوالے سے اس طرح سے رقمطراز ہیں۔

"مزاح جب تک مجلس کا دل خوش کرنے کے لئے کیا جائے، ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا، ایک سہانی خوشبو کی لپٹ ہے۔ جس سے تمام پژمردہ دل باغ باغ ہو جاتے ہیں۔ ایسا مزاح

فلاسفر اور حکما بلکہ اولیا و انبیاء نے بھی کیا ہے اس سے مرے ہوئے دل زندہ ہو جاتے ہیں۔ اس سے جودت اور ذہن کو تیزی ہوتی ہے "16

ایسٹ مین نے مزاح کے کچھ اصول وضع کیے ہیں۔ جس میں انہوں نے مزاح کو ایک قطعاً علیحدہ انسانی جبلت قرار دیا ہے انہوں نے لکھا ہے، کہ مزاح کھیل کی جبلت ہے اور اس کا بڑا کام یہ ہے کہ انسان کو صدمے یا مایوسی کو ہنس کھیل کر مقابلہ کرنے کی ترغیب دے۔ اصول یہ ہیں۔

(الف) اشیا صرف اس وقت مزاحیہ رنگ اختیار کرتی ہیں جب ہم خود مزاح کے موڈ میں ہوں اگر ہم بہت سنجیدہ ہوں تو مزاح کا نام و نشان نہیں ملے گا۔

(ب) جب ہم مزاح کے موڈ میں ہوتے ہیں تو خوشگوار چیزوں کے ساتھ ساتھ ناخوشگوار چیزیں بھی اچھی لگتی ہیں۔

(ج) بالغوں میں ہنسی کھیل کا یہ رجحان کسی نہ کسی صورت میں ضرور ملتا ہے لہذا وہ خوشگوار اشیاء کو مزاحیہ رنگ میں دیکھنے اور ان سے محظوظ ہونے کی صلاحیت پیدا کر لیتے ہیں۔

(د) ہنسی کھیل کا رجحان بچپن کا اختیاری نشان ہے اور بچوں کے ہنسی مزاح کو اس کے سادہ ترین انداز میں پیش کرتی ہے۔

مزاح کے حوالے سے مختلف مفکرین نے مختلف نظریات پیش کیے ہیں مثلاً ایک ارسطو اور تھامس کا نظریہ ہے دوسرا نظریہ امانوئل اور شبوپنہار کا ہے ارسطو نے اپنے انداز میں بڑی منفرد اور بامعنی بات کی ہے کہ ہنسی ایسی کمی یا بدصورتی کو دیکھ کر وجود میں آتی ہے جو درد انگیز نہ ہو یعنی کمی تو ہو مگر درد نہ ہو یا بزنے اپنا نقطہ نظر ان لفظوں میں بیان کیا۔ "ہنسی کچھ ہنس سوائے جذبہ افتخار کے یا احساس برتری کے جو دوسروں کی کمزوریوں یا اپنی گذشتہ خامیوں سے تقابل کے باعث معرض وجود میں آیا۔ "17

ایک اور معروف نظریہ کانٹ کا ہے: "ہنسی اس وقت نمودار ہوتی ہے جب کوئی چیز ہوتے ہوتے رہ جائے "18

یونان اور عرب میں طنز و مزاح کے حوالے سے رشید احمد صدیقی کی رائے نہایت اہم ہے جس میں انہوں نے آغاز ڈرامہ کو کہا ہے اور پھر شعر کو بھی ضروری کہا گیا ہے۔ ان کے مطابق

"روم اور یونان میں طنزیات کی ابتدا ایک قسم کے ڈرامے سے ہوئی تھی اس لئے شعر کی قید ممکن ہے ضروری سمجھی گئی ہو دوسری طرف عربی شعراء میں جن کا رخت حیات ہی شعر وشاعری پر مشتمل تھا اور دو بڑی حد تک اس قید سے آزاد ہیں"19

اس رائے کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ انگریزی اور فارسی ادب سے پہلے بھی دیگر زبانوں میں طنزومزاح کے نمونے موجود تھے اردو نے چونکہ اثرات، انگریزی، فارسی اور عربی سے لئے لہذا طنزومزاح کے میدان میں انہی زبانوں کے اثرات نمایاں ہیں ان زبانوں میں مزاح کا سرسری جائزہ کچھ یوں ہے۔

انگریزی زبان وادب میں مزاح :

چونکہ زبانوں کی ابتدا نظم سے ہوتی رہی اور نثر میں تخلیق بعد میں ہوئی، انگریزی ادب کی ابتدا جس (Beowalf) ہے اس میں تاریخی ناول کے تمام عناصر موجود تھے اس کے بعد حکایات لکھی گئیں روحانی قصے بھی موضوع رہے جن میں ناول کے انداز پر واقعات، مکالمات وغیرہ ملتے ہیں بعد ازاں فنی فقدان کے ساتھ تاریخی ناول سامنے آئے تاہم انگریزی زبان میں طنزومزاح کا آغاز بقول ڈاکٹر شمع افردز آفریدی۔ "ادب کا عہد زریں وکٹوریہ کے عہد سے شروع ہوتا ہے اس دور میں انگریزی ادب میں طنزومزاح کا آغاز ہوتا ہے"۔20

ڈاکٹر وزیر آغا کے خیال میں ' انگریزی ادب میں طنزیات ومضحکات کا آغاز چاسر سے ہوا۔ چاسر کے اشعار میں بلند وبانگ قہقہوں کے پہلو بہ پہلو لطیف امر کے بھی خاصے اچھے نمونے ملتے ہیں وہ ہم پر بھی ہنستا ہے اور خود پر بھی اور بحیثیت مجموعی زندگی کی طرف اس کا رد عمل ہمدردانہ ہے۔ 21

ڈاکٹر اشفاق ورک کے خیال میں

"انگریزی نثر میں طنزومزاح جوناتھن سوئفٹ کی طنز سے شروع (table of tub) اور Gulliver travel ہے اس کی تخلیقات میں اعلیٰ طنز اور خوبصورت امر کے بڑے کامیاب نمونے دیکھے جاسکتے ہیں اس دور میں سوئفٹ کے ایک ہمعصر شاعر الیگزینڈر پوپ نے بھی اس زوال آمادہ برطانوی معاشرے پر گہری چوٹیں کی ہیں"۔22

مزاح کا باعث سماجی ناہمواریاں ہوتی ہیں اور طنز کا باعث معاشرتی ناانصافیاں، جس معاشرے میں خوشحالی اور امن ہو، مزاح بہتر نمو پاتا ہے۔ اور جہاں غربت، مفلوک الحالی ہو، وہاں ادب میں نمایاں

ہو جاتا ہے۔ انگریزی ادب میں بھی یہی صورتحال رہی۔ مجموعی طور پر انگریزی ادب میں مزاح کا غلبہ رہا اگرچہ طنز بھی ساتھ ساتھ رہا۔ اس کی بنیادی وجہ ان کی معاشرت اور بہتر معیشت بھی ہے۔

انیسویں صدی سے پہلے انگریزی مزاح میں مخصوص رنگ کی کمی تھی جسے ہم خالص مزاح کا نام دیتے ہیں جس کے ابتدائی نمونے انیسویں صدی کے خمس اول میں جین آسٹن کی تحریروں میں ملتے ہیں۔ اگرچہ شیکسپیئر، شیریڈن اور ایڈیسن کی تحریروں میں بھی مزاح کے نمونے ملتے ہیں۔ چاسر کے بعد انگریزی ادب میں بڑا نام شیکسپیئر کا ہے۔ دراصل شیکسپیئر سارے انگریزی ادب میں بڑا مقام رکھتا ہے۔ اس نے جس صنف ادب میں بھی لکھا، خوب لکھا اور منفرد مقام بنایا۔ شیکسپیئر کی یہ انفرادیت طنز و مزاح کے میدان میں بھی موجود رہی۔ شیکسپیئر کی اس انفرادیت اور مزاح میں ایک مخصوص طرز کو اپنانے کے حوالے سے وزیر آغا کہتے ہیں۔

"وہ اگر عیب جوئی بھی کرتا تو اس مقصد کے ساتھ نہیں کہ کسی کا مضحکہ اڑایا جائے۔ بلکہ اس لیے کہ محظوظ ہوا جائے۔ اس کی دنیا میں تحمل، حسن سلوک اور ہمدردی کے عناصر ملتے ہیں اور یہی چیز دراصل مزاحیہ ادب کی جان ہے" 23

شیکسپیئر انگریزی ادب کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔ سنجیدگی کے ساتھ ساتھ مزاح کے تمام حربوں سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ مضحکہ خیزی کی بجائے زندہ دلی کے قائل تھے۔ شیکسپیئر نے اپنے دور میں اتنی مقبولیت حاصل کی کہ اس کے کرداروں کے مکالمے ضرب الامثال کا درجہ حاصل کر گئے۔ شیکسپیئر ایسے عظیم تخلیق کار ہیں جن کی شہرت کا آفتاب آج بھی ویسے ہی روشن ہے جیسے ان کی زندگی میں تھا۔ ان کی شہرت ماند نہیں پڑی بلکہ زیادہ روشن ہوئی۔ شیکسپیئر چونکہ بڑے فنکار تھے لہذا مختلف نوع کے اعتراضات کا آج بھی ہدف ہیں۔ جن میں شیکسپیئر نام کا کوئی شخص سرے سے موجود نہ ہونا نمایاں ہے۔

جوزف ایڈیسن اور سر رچرڈ سٹیل نے اپنی زندہ جاوید تحریروں سے انگریزی ادب کے طنز و مزاح کو فروغ دیا۔ انہی دو ادیبوں کو پڑھ کر سر سید کو "تہذیب الاخلاق" نکالنے کا خیال آیا۔ دونوں ادیبوں نے یکم مارچ ۱۷۱۱ء کو ایک رسالہ سپیکٹیٹر جاری کیا۔ یہ پرچہ روزانہ نکلتا تھا۔ دوسرا پرچہ ٹیٹلر تھا جسے سٹیل نے ۱۷۰۹ میں شروع کیا۔ یہ پرچہ ہفتے میں تین بار شائع ہوتا رہا۔ ان پرچوں نے دم توڑتی انگریزی تہذیب کو پھر سے زندگی عطا کی، ادب کو نیا انداز اور معیار عطا کیا، ادب برائے زندگی کی نادر مثال قائم کی جو انگریزی ادب میں اس سے پہلے موجود نہیں تھی۔

بعد ازاں اولیویز گولڈ سمتھ بطور ڈرامہ نگار سامنے آئے۔انہوں نے انگریزی ادب میں خوبصورت تحریریں اور خالص مزاح کو فروغ دیا۔ ان کے دو مزاحیہ ڈرامے بڑے مشہور ہوئے۔ گولڈ سمتھ کے بعد دو نام خاصے اہم رہے، چارلس لیمپ اور جین آسٹن۔

چارلس لیمپ کی ذاتی زندگی زیادہ آسودہ نہیں تھی۔ مگر تمام عمر سہانے خواب دیکھے۔ کلرک کی حیثیت سے زندگی کا آغاز کیا۔ تمام عمر خود بھی ہنسے اور دوسروں کو بھی ہنساتے رہے۔ جین آسٹن کو انگریزی ادب کی پہلی خاتون مزاح نگار کا اعزاز حاصل ہے۔

جین آسٹن کے بعد چارلس ڈکن کا نام آتا ہے۔ان کے کردار معاشرتی ناہمواریوں کے باعث مزاحیہ رنگ اختیار کر جاتے ہیں۔ ان کے ناولوں میں دو ہزار کے لگ بھگ کردار ہیں۔اکثر مزاحیہ کرداروں کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ واقعاتی مزاح کے نمونے بھی ملتے ہیں۔ ملکہ وکٹوریہ کے درمیانی عہد میں مزاح نیا طرز اختیار کر چکا تھا۔ جسے Nonsense Humour کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔۔ یہ ایک طرح کا باغی پن تھا جو دیکھنے والوں کو عقلی جہان سے رخصت کر کے ایک پاگل بنا دیتا تھا۔

بیسویں صدی میں مزاح مزید نکھر کر سامنے آتا ہے مزاح طنز سے جدا حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ جن میں جیکب، جے روم کے جیروم، سٹیفن بی کاک اور مارک ٹوٹن شامل ہیں۔ ٹوٹن کے ہاں پختہ مزاح ملتا ہے اسے جدید مزاح کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ مزاحیہ کردار اور واقعاتی مزاح کے نمونے ملتے ہیں۔ انگریزی ادب کے جدید طنز نگاروں میں برنارڈ شاہ، ایچ جی ویلز، آلڈوس ہکسلے، سمرسٹ ماہم، جان گالزوردی اور چیسٹر ٹن وغیرہ اہم ہیں۔

برنارڈ شاہ کی تحریریں نہ صرف اپنے دور بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی نمونہ ہیں۔ ان کے ہاں لطیف طنز اور سنجیدہ تنقید ملتی ہے اپنے معاصرین میں بلند نظر آتے ہیں۔ اپنے زمانے کے مسائل اور محرومیوں کا خوب خاکہ اڑاتے ہیں۔ ان کا بڑا کارنامہ سائنس اور ادب کو ہم آہنگ کرنا ہے۔ انگریزی معاشرت کے کھوکھلے پن پر اظہار خیال بھی کیا ہے۔

فارسی زبان وادب میں مزاح:

ایران میں شخصی حکومت ہونے کے باعث ادیب کے لئے حالات سازگار اور آزاد نہ تھے۔ لہٰذا انگریزی زبان وادب کے مقابلے میں فارسی زبان وادب میں مزاح خاصا کم تخلیق ہوا۔ یہاں تک کہ کوئی

بھی قابل ذکر مزاح نگار نہیں، جس کے ادبی کارناموں کا جائزہ لیا جاسکے۔ اس کی ایک وجہ ایران میں انتشار بھی رہا۔ اگر فضا یاس آلود ہو تو ظلم اور جنگ وجدل کے باوجود بھی مزاح تخلیق ہو سکتا ہے۔ وزیر آغا کہتے ہیں۔

"انگریزی ادب کے برعکس فارسی ادب میں طنز ومزاح کی داستان ایک تشنہ اور نا مکمل سرگزشت کی حیثیت رکھتی ہے۔ فارسی ادب میں نہ صرف طنز و مزاح کے تدریجی ارتقا کا قطعی فقدان ہے۔ بلکہ وہاں ایسے طنز نگار اور مزاح نگار بھی نظر نہیں آتے، جن کا زوردار الفاظ میں ذکر کیا جاسکے۔ ایران میں طنز کے فروغ نہ پانے کی وجہ یہ ہے کہ طویل اسلامی عہد کی ثقافت ہزل آمیز پیرایہ اظہار کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی"۔24

فارسی میں طنز ومزاح کا وہ معیار نہیں آسکا جو انگریزی میں ہے انگریزی میں مطلوبہ قاعدوں کے مطابق مزاح ہے جبکہ فارسی میں ہزل، ہجو، شوخ طبعی، چشمک، جگت بازی اور لطیفہ گوئی کے علاوہ کوئی خاص مزاح نہیں ملتا۔ بقول ڈاکٹر اشفاق ورک:

"جہاں حکیم سنائی، نظامی گنجوی، کمال الدین، اسماعیل اصفہانی، جلال الدین رومی، سعدی شیرازی جیسے بھی عریانی فحش نگاری سے اپنا دامن نہ بچا سکے ہوں۔ وہاں دوسرے شعراء اس میدان میں کون سا دقیقہ فروگذاشت کیا ہو گا۔"25

فارسی ادب میں ابتدائی طنز ومزاح پر درباری رنگ غالب ہے۔ ایران میں لمبے عرصے تک بادشاہیت اور آمریت کا دور دورہ رہا۔ ان حالات میں ادیب کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ معاشرتی ناہمواریوں کا مضحکہ اڑا سکے۔ یہاں رشید احمد صدیقی کی رائے معتبر ہے۔

"جہاں تک ایرانی شاعری کا تعلق امرا یا سلاطین کے دربار اور ان کی شخصی حکومت سے ہے۔ یہ حقیقت پوشیدہ نہیں رکھی جاسکتی، یہ طنز پانے کے لئے موزوں نہ تھی"۔26

ابتدا میں ایران میں مزاح کی شکلیں شاعروں ادیبوں کی دوستانہ محافل، شوخیوں، لطیفوں پر مشتمل تھیں۔ بعد ازاں پختگی آتی گئی اور بات نصیحت، ذہانت اور تنقید تک جا پہنچی۔ ابتدا میں عوام اور

ادیبوں میں بلند حوصلگی کی کمی تھی جو مزاح کے زمرے میں مددگار ہوتی ہے۔ ایران میں زندگی نامساعد حالات، مسلسل انتشار، افراتفری، قتل وغارت اور یکے بعد دیگرے چنگیزی و تیموری حملوں سے اس قدر متاثر رہی کہ سکون کا زمانہ جو مزاح کے فروغ میں درکار ہوتا ہے میسر نہ ہوا۔

ڈاکٹر وزیر آغا کے خیال میں فارسی ادب میں پہلی اور ہجو کی رو میں جس کا آغاز فارسی کے قادر الکلام شاعر باوا آدم رودکی سے ہوتا ہے۔ ان کے کلام میں، ہجویہ اشعار زیادہ نہیں فارسی ادب میں طنز ومزاح کی دوسری رو زاہد سے چھیڑ چھاڑ اور کے اشعار کی صورت میں رہی عمر قیام کے کلام میں رندی و سرمتی کے عناصر زیادہ ہیں اس رو کے دیگر ترجمان سعدی شیرازی، خسرو اور حافظ بھی ہیں۔

تیسری رو تحریف اور پیروڈی کی ہے۔ فارسی کے محدود نظریہ ادب میں یہ رو موجود ضرور رہی اگرچہ زیادہ معتبر حیثیت نہ مل سکی۔ مغربی اثرات بھی ہیں۔

> "ایرانی فطرتاً ظریف ہوتا ہے وہ مزاح کو پسند کرتا ہے اور زندگی ہنسی خوشی گذار دیتا ہے۔ ایرانیوں کی زبان اور تہذیب بہت پرانی ہے۔ ان کی روایات بھی زبان کی طرح صدیوں سے چلی آرہی ہیں اور کیا مجال ان میں کوئی تغیر و تبدیل ہو جائے "27

عربی زبان میں مزاح:

ہر زمانے میں اپنی جگہ مزاح کی اہمیت مسلم رہی ہے مزاحیہ کردار اور بہروپیے ہر دور میں عوام کی تفریح کا سامان کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح کے کردار اپنے انداز میں تمام ایسی باتیں بھی بیاں کر جاتے ہیں جو عام طور پر ناقابل اظہار ہوتی ہیں۔ دیگر علاقائی میراث کی طرح عربوں کے ہاں بھی مزاح کی وافر میراث موجود ہے۔ اس حقیقت سے غیر عرب لوگ کم آگاہ ہیں۔ ان کے خیال میں عربی ادب مزاحیہ خوبیوں سے محروم ہے۔ عربوں کے ہاں جس مزاح کا اعلیٰ نمونہ موجود تھا۔ ساتھ ساتھ مذاق کرنے کی استعداد بھی۔ عربی ادب لطیفوں، ہنسی مذاق اور ظریفانہ قصوں سے بھرا پڑا ہے۔ قبل از اسلام، عربوں کے ہاں جنگ وجدل کے طویل سلسلے رہے۔ اس زمانہ کے عرب رنگین مزاج تھے۔ عرب اپنے سماجی ثقافتی جلسوں کا انعقاد چار مقدس مہینوں میں کیا کرتے تھے۔ کیونکہ انہیں جنگ سے فراغت ہوتی۔ ذی القعد، ذی الحجہ، محرم اور رجب، ان مہینوں میں جنگیں بند رہتیں ان چار مہینوں کے مقدس کا احترام پوری طرح کیا جاتا۔ اس طرح کی مشکل زندگی کے عادی ہوتے ہوئے بھی یہ لوگ مزاح سے بخوبی آگاہ تھے

انحضرت ﷺ نے اپنے قول و فعل سے مزاح کے اصلی نمونے قائم کیے۔ڈاکٹر صلاح الدین کے خیال میں:

> "مذہب اسلام کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے بھی اس کی تبلیغ کی، مروجہ تصور کے برعکس کبھی بھی انسان کے ظریفانہ جبلت کا گلہ نہیں گھونٹا، بلکہ آپ ﷺ نے اس کا مزید شوق پیدا کیا اور کو بہتر بنا کر پیش کیا جس کی تصدیق سول اللہ ﷺ کی روایات نیز آپ کے صحابہ اکرام اور دیگر مستند مذہبی علما کے اقوال سے بھی ہوتی ہے"۔28

عربوں کے مزاح کی خصوصیات میں روزمرہ کے حالات واقعات سے مزاح تخلیق کرنا نمایاں تھا۔ان کا مزاح فطری اور عملی زندگی سے متعلقہ تھا۔عربوں کے ہاں پیشہ ور مزاح نگار لطیفوں کے لئے وقف تھے دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے والے یہ لوگ، محفلوں کی بجائے عوام سے ملتے جلتے تھے اور اپنے مزاحیہ جملوں سے لوگوں کو محظوظ کرتے، لہذا عربی کا یہ مزاح قاری کا دل بہلانے کے علاوہ زندگی کے رجحان سے آگاہ تھا۔عربی ادب کے مزاح کی ایک اور خاصیت یہ بھی ہے کہ کبھی تو بالکل سطحی اور کبھی اعلیٰ درجہ کا ہے۔بیک وقت بیہودہ گندے یا فحش لطیفے بھی سنائے جاتے اور انہیں عربی کے معروف اور معتبر مصنفین کے ذریعے قلمبند کیا جاتا ہے۔عرب مزاح نگاروں نے اس موضوع پر بڑی ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ڈاکٹر صلاح الدین نے عربی مزاح نگاروں کی فہرست بمعہ کتب لکھی ہے۔

حواشی:

۱۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو ادب میں طنز و مزاح، لاہور، مکتبہ عالیہ، ۱۹۷۷، ص ۷

۲۔ ورک، اشفاق احمد، اردو نثر میں طنز و مزاح، لاہور، بیت الحکمت، ۲۰۰۶، ص ۲۲

۳۔ نقوش، طنز و مزاح، نمبر لاہور، ص ۹۴

۴۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، کلام نرم و نازک، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۹، ص ۹۶

۵۔ نقوش، طنز و مزاح نمبر، لاہور، ص ۱۱

۶۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو ادب میں طنز و مزاح، ص ۲۰۲

۷۔ چندر گیان، ڈاکٹر، اردو کی نثری داستانیں، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۹۶، ص ۸۸

۸۔ پاریکھ، ڈاکٹر رؤف، اردو نثر میں مزاح نگاری، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۷۹، ص ۲۱

9۔ The new Caxton Encyclopedia,، Vol-1، ۱۹۷۲، ۳۱۲۷

10۔ Oxford Advanced Learner dictionary ,6th Ed ص ۳۶ ۔ ۲۰۰۶

11۔ Practical English to English and Urdu Dictionary (Oriental Book Society ۸۷۳

۱۲۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو ادب میں طنز و مزاح، ۳۴

۱۳۔ 13Encyclopedia Britanica: ص ۸۸۳

14۔ زیدی، ڈاکٹر شمع افروز، اردو ناول طنز و مزاح، ص ۶۴

15۔ یوسفی، مشتاق احمد، چراغ تلے، کراچی، مکتبہ دانیال، ۱۹۸۸، ص ۵

16۔ حالی، الطاف حسین، مقالات حالی، دہلی، انجمن ترقی ہند، ۱۹۳۴، ص ۱۳۹

17۔ Habz, (1840)"Human Nature in work" Vol (iv) ص ۱۱

18۔ Kaunt,(1914) Critique of Judgement,lled ص ۲۲۳۰

19۔ صدیقی، رشید احمد، طنزیات و مضحکات، لاہور، آئینہ ادب، ۱۹۶۶، ص ۹۲

20۔ زیدی، شمع افروز ڈاکٹر، اردو ناول طنز و مزاح، ص ۶۷

21۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو ادب میں طنز و مزاح، ص ٦٥

22۔ ورک، اشفاق احمد، اردو نثر میں طنز و مزاح، ص ۴۹

23۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو ادب میں طنز و مزاح، ص ٣٩

24۔ ایضاً، ص ۴۷

25۔ ورک، اشفاق احمد، اردو نثر میں طنز و مزاح، ص ٣٥

26۔ صدیقی، رشید احمد، طنزیات و مضحکات، ص ٥٣

27۔ نقوش، شوکت تھانوی نمبر، لاہور، ١٩٣٦، س ٦٨

28۔ ساقی، طنز و ظرافت نمبر، دہلی، ١٩۴٦، ص ١١٧